International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

قرآن حکیم میں مذکور انبیاء کرام کے اعزہ واقارب کا سماجی رویہ اور اس کی عصری معنویت

Social Behavior of the Relatives of Prophets Mentioned in the Qur'ān and its Current Ideality

1. Dr. Sultan Mehmood Khan,
Assistant Professor,
Department of Quran-o-Tafseer,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: sultan.mahmood@iub.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-5350-8252

2. Dawood Safiulla,
Visiting Lecturer,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: dawoodsafiullaiub@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7125-7258

To cite this article: Dr. Sultan Mehmood Khan and Dawood Safiulla. 2022. "قرآن حکیم میں مذکور انبیاء کرام کے اعزہ واقارب کا سماجی رویہ اور اس کی عصری معنویت :Social Behavior of the Relatives of Prophets Mentioned in the Qur'ān and its Current Ideality". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 48-60.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 48-60
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-4/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u04
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	01 January 2022

License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract

The identity of human society is its individuals, and the identity of individuals is their way of life, relationships with others and other cultural elements. The Holy Qur'an mentions about twenty-five Prophets with their names. The social life of many of them has also been highlighted. Their social character and strong belief in Allah Almighty influence the readers in becoming true and practical Muslims. The social interactions of many esteemed relatives are also mentioned in these incidents. Though, the stories of the prophets have been authored and researched in various ways. While the honorable relatives of these prophets are found in the context of

research, it was not chosen as the main subject. So, the purpose of this article is to discuss this important topic, which will reveal the social attitude of the esteemed relatives of the Holy Prophets and will provide guidance for today's societies in general and for Pakistani society in particular.

Keywords: Social Behavior, Relatives of Prophets, Justice, Respect, Sympathy, Jealousy

1. تمہید

انسانی معاشرہ کی پہچان اس کے افراد ہوتے ہیں، اور افراد کی پہچان ان کے رہن سہن کے طریقے، دوسروں سے تعلقات اور دیگر تہذیبی عناصر ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں تقریباً پچیس انبیاء کرام علیہم السلام کا نام کے ساتھ ذکر موجود ہے۔ ان میں سے کئی ایک کی معاشرتی زندگی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز کئی ایک کے اعزہ واقارب کا طرز زندگی بھی ان واقعات کے ضمن بیان ہوا ہے۔ یوں تو قصص الانبیاء پر متنوع انداز میں تصنیفی اور تحقیقی کام ہوا ہے۔ جبکہ ان انبیاء کے اعزہ واقارب پر ضمناً ابحاث تو ملتی ہیں، مگر اصالتاً بطور موضوع کے اس کا انتخاب نہیں کیا گیا۔ تو اس مقالہ کا مقصد اس اہم عنوان کے بحث کرنا ہے، جس سے انبیاء کرام کے اعزہ واقارب کا معاشرتی رویہ سامنے آسکے گا اور آج کے معاشروں کے لیے عموماً اور پاکستانی معاشرہ کے لیے خصوصاً رہنمائی کا سامان مہیا کرے گا۔

2. حضرت حوا علیہا السلام زوجہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا سماجی رویہ اور عصری معنویت

حوّا، حیّ سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے زندہ۔ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے وجود سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ حضرت حوّا علیہا السلام کی تخلیق کے بارے میں قرآن پاک میں سورہ النساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗ[1]

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔"

حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت حوّا کو جب دیکھا تو ان کا نام حوّا ہی لیا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ فرشتوں نے جب حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے اس نام کی وجہ تسمیہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ان حواء خُلقت من حی۔ [2] یہ ایک زندہ سے پیدا کی گئی ہے۔

اماں حوا علیہا السلام حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی تسکین کا ذریعہ تھیں۔ اور جنت میں راحت وسکون حضرت حوا علیہا السلام کی معیت میں حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے حاصل کیا۔ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو شجرہ ممنوعہ کھانے پر اماں حوا علیہا السلام نے ابھارا۔ پہلے خود کھایا پھر حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو شجرہ ممنوعہ کھانے پر مجبور کیا تو حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے بھی بھول کر کھالیا۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت حوا کے متعلق فرمایا:

لولا حواء لم تخن انثی زوجها۔ [3]

اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی بھی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی۔

---

(1) The Qur'ān 4: 1

(2) Ibn Kathīr, Abu al-Fida Isma'īl ibn 'Umar, Tafsīr al-Qur'ān al-'Azīm, Maktabah Dar al-Fikr, Egypt, Vol. 1, p. 79

(3) Al-Bukhārī, Abu 'Abdullah Muhammad Bin Ismā'īl, Al-Jāmi' Al-Sahīh, Kitab Ahadīths al-Anbiā, Bab Khalq Ādam wa Durriatih, Hadīth No. 3330

اماں حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کو مجبور کیا جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کھالیا۔ تو اللہ تعالی نے ان دونوں کو سزا کے طور پر جنت سے اتار دیا۔ دونوں کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اللہ سے معافی مانگی تو اللہ نے ان کی معافی کو قبول کیا۔ دنیا میں آکر اماں حوا علیہا السلام نے گھر داری شروع کر دی۔ آٹا گوندکر روٹیاں پکائیں۔ خود بھی کھائیں اور حضرت آدم کو بھی کھلایا۔ نیز اللہ کا گھر بنانے میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کی مدد کی۔

موجودہ سماج کا مشاہدہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ خواتین اپنے خاوندوں کو بعض اوقات ایسے اقدامات اٹھانے پر مجبور کرتی ہیں جن میں ان کی منشاء اور رضا شامل نہیں ہوتی۔ نیز خواتین آج بھی گھریلو کام کاج کرتی ہیں اپنے گھر کی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرتی ہیں اور اپنے اپنے شوہروں کیان کے کاموں میں مدد کرتی ہیں اور یہ معنویت اب بھی موجود ہے۔

3. قابیل وہابیل کے سماجی رویے اور عصری تطبیق

قابیل اور ہابیل دونوں حضرات آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے ان دونوں کا تنازعہ بہنوں کے سلسلے میں تھا قرآن حکیم اور صحیح احادیث میں ہابیل اور قابیل کا واقعہ مجمل بیان کیا گیا ہے اور ان دونوں کے درمیان ہونے والے تنازعات کا ذکر نہیں کیا گیا. ہابیل اور قابیل کے تنازعہ کو ختم کرنے کے لیے ان دونوں کو رب تعالی کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا کہا گیا کہ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی وہ حق پر ہو گا اور جس کی قربانی قبول نہیں ہو گی اس کا مطالبہ ناحق ہو گا اور دونوں کو اس فیصلے کو ماننا ہو گا اور پھر اپنا تنازعہ ختم کر دینا ہو گا چنانچہ حکم کے مطابق ان دونوں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی تو ہابیل کی قربانی کو اللہ تعالی نے قبول فرمالیا کیونکہ وہ حق پر تھا اور قابیل کی قربانی کو رد کر دیا گیا کیونکہ وہ غاصب تھا۔ ارشاد ربانی ہے:

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ (4)

جب دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قربانی کو. قبول نہ کیا گیا۔

چھوٹے بھائی کی قربانی قبول ہوگئی کیونکہ اس کی قربانی میں خلوص تھا اور بڑے بھائی قابیل کی قربانی کو رد کر دیا گیا اس لئے کہ اس میں خلوص نہیں تھا. قبول نیاز کی علامت یہ ہوتی تھی کہ آگ آسمان سے آکر نذر قبول کر کے لے جاتی تھی۔(5) قابیل کی قربانی کو رد کر دیا تو قابیل کے دل میں ہابیل کے لیے نفرت ابھرنے لگی اور اس نے ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دے دی تو ہابیل نے قابیل سے کہا کہ اللہ تبارک وتعالی تو پرہیز گار لوگوں کی نذر کو قبول فرماتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۔ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (6)

اس (قابیل) نے کہا میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا ہابیل نے کہا اللہ تبارک وتعالی تو پرہیز گاروں کی نذریں قبول فرماتا ہے۔

قابیل کا رویہ منفی تھا اور ہابیل کا رویہ مثبت تھا. قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو ہابیل نے جواباً قابیل کو قتل کرنے کی دھمکی نہیں دی اور کہا کہ اگر تم مجھے قتل کرنے کی کوشش کروگے تو میں قتل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ تمہاری طرف نہیں بڑھاؤں گا اور میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم میرا اور اپنا گناہ خود ہی سمیٹ لو اور تم دوزخیوں میں سے ہو جاؤ اور یہی ظالموں کا ٹھکانہ ہے. ہابیل کا یہی کہنا تھا کہ قابیل نے اسے قتل کر ڈالا اور خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ (7)

آخر کار اس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل اس کے لئے آسان کر دیا تو اس نے اسے قتل کر ڈالا اور وہ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔

(4) The Qur'ān 5: 27
(5) Daryābādi, 'Abdul Mājid, Tafsīr Mājidī, Taj Company, Karachi, Vol. 1, p. 248
(6) The Qur'ān 5: 27
(7) The Qur'ān 5: 30

ان بھائیوں کے سماجی رویوں میں عصری تطبیق یہ ہے کہ آج بھی دو مسلمان آپس میں لڑیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے پر مجبور ہو جائیں تو ان کے والدین خواہ کتنے ہی متقی و پرہیز گار ہی کیوں نہ ہوں وہ ان کو جہنم کی آگ سے نہیں بچا سکتے کیونکہ ہر بندہ اپنے اعمال کا خود ہی ذمہ دار ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنے قاتل بیٹے قابیل کو جہنم کی آگ سے نہیں بچا پائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

اذا التقی المسلمان بسیفهما فالقاتل والمقتول فی النار۔ (8)

"جب دو مسلمان تلوار لے کر آمنے سامنے کھڑے ہوں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں"۔

اس کائنات میں سب سے پہلا قتل قابیل نے کیا۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو عورت کی وجہ سے قتل کیا۔ آج بھی بے شمار قتل ہمارے معاشرے میں عورتوں کی وجہ سے کیے جاتے ہیں۔ پسند ناپسند کو وجہ بنا کر بنت حوا پر ظلم و زیادتی کی جاتی ہے۔ کہیں غیرت کے نام پر اسے قتل کیا جاتا ہے تو کہیں جائیداد پر قبضہ کرنے کی خاطر اس پر ظلم و زیادتی کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں، کہیں ان کی عصمت دری میں ناکام ہونے کی وجہ سے ان پر تیزاب پھینک دیا جاتا ہے اور کہیں ان کی عصمت کو تار تار کر کے قتل کر دیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آج بھی زر، زن اور زمین کے پیچھے ہمارے معاشرے میں باپ، بیٹی، بہن اور بھائی کا قتل کر دیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کا استحصال کیا جاتا ہے۔ یہ ظلم و ناانصافی اور استحصالی والا نظام اب بھی موجود ہے۔

4. حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا سماجی رویہ اور عصری معنویت

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بد دیانت تھی اور اپنے شوہر نبی علیہ السلام کے ساتھ مخلص نہیں تھی اور ان کی قدر نہیں کرتی تھی وہ اپنے شوہر اور نبی علیہ السلام کے معاملے میں اپنی قوم کی ہمدرد تھی کیونکہ وہ بھی انہی میں سے تھی اور منفی رویہ کی حامل عورت تھی۔ وہ اور اس کی قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو جو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے مجنوں اور دیوانہ مشہور کیا اور مختلف تکلیفیں پہنچائیں اور بالآخر طوفان عظیم میں دوسرے منکرین نبوت اور دشمنان دین کے ساتھ جہنم واصل ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی دین کے معاملے میں خائن تھی وہ اپنی قوم کے جوانوں کو ایمان لانے والوں کی خبریں دیا کرتی تھی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ (9)

اللہ تعالی کافروں کے لیے نوح اور لوط کی بیوی کو بطور مثال بیان کرتا ہے وہ دونوں عورتیں ہمارے بندوں میں سے صالح بندوں کے نکاح میں تھیں مگر انہوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلے میں اپنی بیویوں کے کچھ کام نہ آسکے اور ان سے کہہ دیا گیا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کے رویے اور پھر عذاب الہی میں اس کے گرفتار ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی بڑے سے بڑا متقی و پرہیز گار اپنی بیوی اور اہل و عیال کو اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا اگر ان کے رویے حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی جیسے ہوں۔ عصری معنویت یہ ہے کہ آج بھی اکثر بیویاں اپنے شوہروں کی قدر نہیں کرتیں، ان کو اہمیت نہیں دیتیں اور اگر ان پر مشکل وقت آبھی جائے تو ان کا ساتھ نہیں دیتیں۔ ان کے دکھ، درد، پریشانیوں اور مصیبتوں میں شریک ہونے کی بجائے ان پر ہنستی اور طنز کرتی ہیں۔ اپنے شوہروں کے حقوق پامال کرتی ہیں، ان کا استحصال کرتی ہیں۔ یہ شوہروں کی قدر نہ کرنا، ان کو اہمیت نہ دینا اور ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والا استحصالی نظام اب بھی موجود ہے۔

---

(8) Ibn Mājah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazīd, Al-Sunan, Kitab al-Fitan, Bab Iza ilTaqa al-Muslimane Bisaifihima, Hadīth No. 3964

(9) The Qur'ān 66:10

5. کنعان بن نوح کا سماجی رویہ اور عصری معنویت

حضرت نوح علیہ السلام کا یہ بیٹا نافرمان اور گمراہ تھا اور اپنے مشفق والد کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا اور بہت زیادہ مغرور تھا. کافروں سے ہمدردیاں رکھتا تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کی اطاعت نہیں کرتا تھا اور آپ علیہ السلام کی دعوت پر ایمان نہیں لایا تھا اور طوفان عظیم میں غرق ہو گیا تھا اور منفی رویہ کا حامل لڑکا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ بیٹا کافر تھا اور اس کا نام کنعان تھا۔[10] کنعان نے اپنی عادت کے مطابق اللہ تعالی کو یاد نہ کیا اور طوفان کے وقت پہاڑ کی پناہ لینے کی کوشش کی نوح علیہ السلام نے کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچا نہیں سکتا مگر جسے اللہ بچائے اتنے میں طوفان کی لہر نے کنعان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس کو غرق کر دیا۔ کنعان کے بارے میں اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا:

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ [11]

بے شک یہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں۔

عصری تطبیق یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا باپ متقی، پرہیز گار اور عالم فاضل ہو اور اس کا بیٹا حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی طرح دین اسلام سے منحرف ہو، باغی اور ہٹ دھرم ہو۔ اور اسکا رویہ منفی ہو تو اسکا باپ اس کو اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا۔ آج بھی والدین کے اکثر بیٹے ان کی قدر نہیں کرتے، ان کو اہمیت نہیں دیتے، ان کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتے، ہر وقت دکھوں و غموں، مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا کئے رکھتے ہیں ۔والدین کی نافرمان اولاد کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

6. حام، سام اور یافث کے سماجی رویے

حام، سام اور یافث اہل ایمان میں سے تھے اور یہ تینوں بھائی اور ان کی بیویاں بھی حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھیں اور انہیں بیٹوں سے ہی حضرت نوح علیہ السلام کی نسل آگے بڑھی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ [12]

اور ہم نے اسی کی اولاد کو باقی رہنے والا بنایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے اور دور میں جو طوفانِ عظیم آیا تھا اس میں دنیا کی اکثریت ہلاک ہو گئی تھی اور "وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ" سے مراد یہ ہے کہ ساری دنیا کی نسل حضرت نوح علیہ السلام کے انہی تین بیٹوں حام، سام اور یافث سے ہی چلی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سام ابو العرب وحام ابو الحبش ویافث ابو الروم۔[13]

سام عربوں کا، حام حبشیوں کا اور یافث رومیوں کا باپ ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے یہ تینوں بیٹے فرمانبردار، اطاعت شعار، باوفا اور اہل ایمان سے محبت رکھتے تھے. حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے منکسر المزاج، مثبت رویوں کے حامل اور ہمدرد انسان تھے۔ اللہ تعالی نے ان کی نسل میں برکت دی اور ان کی نسل ہر طرف پھیل گئی۔ عصری تطبیق یہ ہے کہ اگر کسی کے رویے حام، سام اور یافث کی طرح مثبت ہوں۔ یعنی وہ فرمانبردار، اطاعت شعار اور اہل ایمان سے محبت رکھنے والے ہوں تو اللہ تعالی کی رحمت ان کے شامل حال ہو گی۔ ہمارے معاشرے میں والدین کی قدر کرنے، ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے رویے آج بھی موجود ہیں۔

---

(10) Daryābādi, Tafsīr Mājidī, Vol. 1, p. 427
(11) The Qur'ān 11: 46
(12) The Qur'ān 37: 77
(13) Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā, Al-Sunan, Abwāb Tafasīr al-Qur'ān 'an Rasūl Allah, Bāb wa min Sūrah al-Sāffāt, Hadīth No. 3231

7. والد آزر کا سماجی رویہ

سماج اور معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہوئے فرد کو جو مقام و مرتبہ ملتا ہے وہ اس کی طبیعت کا ایک فطری حصہ اور تقاضہ بن جاتا ہے۔ بُرے اور خدا بیزار معاشرے میں مقام ملے تو شخصیت کے "تانے بانے" خرابی اور برائی ہی کے اجزاء سے ترکیب پاتے ہیں۔ اب ایسے کسی نامور آدمی کے سامنے نیکی، بھلائی اور سچائی کا مجسم روپ ہی سامنے کیوں نہ آجائے تو وہ اسے تسلیم کرنے سے دانستہ اغماض برتنے اور جی چرانے کی کوشش کرے گا کیونکہ اسے خوف ہو گا کہ سچ اپنانے کی صورت میں میرا موجودہ بلند مقام برقرار نہ رہ سکے گا اور میری شخصیت طفیلی بن کر رہ جائے گی نیز اسے خطرہ ہو گا کہ مجھ پر جان چھڑکنے والے لوگ ہی میری جان کے دشمن بن جائیں گے سوچ بچار کا یہ رویہ عموماً بزدل اور کم ہمت لوگوں کا وطیرہ رہا ہے آزر اپنے دور کے لوگوں کا مذہبی پیشوا اور حکومت وقت کا ایک اہم مہرہ و مقرب فرد تھا۔ اسے اپنے بادشاہ کے مذہب اور طور طریقوں کو چھوڑنے کی صورت میں اپنی سماجی موت اور معاشرتی تباہی نظر آتی تھی۔ آذر بت پرست تھے، حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کی دعوت پر ایمان نہیں لائے اور حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کو بھی توحید کی دعوت دینے سے روکا اور کہا کہ اگر تم باز نہیں آؤگے تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا اور ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جاؤ۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا (14)

آذر نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے اور اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا بس تو ہمیشہ کے لئے میری نظروں سے دور ہو جا۔

آزر بہت بڑا کافر تھا۔ بتوں سے محبت کرتا تھا۔ اور لوگوں کو بتوں کی پرستش کرنے کی تلقین کرتا تھا اور دین ابراہیمی سے سخت نفرت کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کو دین اکی تبلیغ کرنے سے روکتا تھا اور دھمکیاں دیتا تھا کہ اگر وہ اپنے دین کی دعوت دینا نہیں چھوڑیں گے تو میں ان کو گھر سے نکال دوں گا اور ان کو سنگسار کر دوں گا۔ اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ دین کی دعوت میں بعض اوقات انسان کے قریب ترین رشتہ دار سخت رکاوٹ بن جاتے ہیں لہذا ایک داعی کو اس سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ پوری قوت و استقامت کے ساتھ دعوت کا کام جاری رکھنا چاہیے۔ یہ انبیاء کی سنت ہے کہ قرابت داری اور تعلقات کو قربان کرکے دعوۃ الی الحق جاری رکھنا ہے۔ دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ انسان کی معاشرتی حیثیت اس کو حق قبول کرنے سے اکثر اوقات روک دیتی ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر نے اپنے بیٹے اور اس کے دکھلائے وبتائے ہوئے حق کے مقابلہ میں اپنی چند روزہ جھوٹی آن بان کو پسند کیا اور اپنے بیٹے تک کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ دور قدیم سے دور جدید تک نظر دوڑالیں اقتدار، حکومت اور شان وشوکت کے معاملے میں آپ کو ہر دور میں یہی کھیل پھلتا پھولتا اور پروان چڑھتا نظر آئے گا اور طاقت کے ایوانوں کی ترجیح آج بھی یہی ہے۔

8. حضرت ہاجرہ کا سماجی رویہ اور عصری رجحان

حضرت ہاجرہ علیہا السلام حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کی زوجہ محترمہ تھیں اور انتہائی پاکباز، وفا شعار، اطاعت گزار اور ہمدرد عورت تھیں۔ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کی رسالت پر ایمان لائی تھیں. وہ انتہائی مثبت پہلوؤں کی حامل عورت تھیں۔ جب ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام نے حضرت ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل کو اللہ تبارک و تعالی کے حکم سے ویران وادی میں چھوڑا تھا جہاں زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے تو وہاں اف تک نہ کی، ارشاد ربانی ہے:

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ (15)

اے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے۔

کیونکہ وہ اطاعت گزار اور فرمابردار تھی اور اللہ کی منشا بھی یہی تھی۔ اور اللہ تعالی کی عبادت اور بیٹے کی تربیت میں مصروف ہو گئیں۔ اللہ تعالی سے دعائیں مانگیں تو اللہ تعالی نے انہیں اپنی خواص رحمت سے نوازا اور ان کے لیے زندگی کے آثار پیدا کر دیے۔ اور آب زم زم کی نعمت سے نوازا۔ عصری تطبیق یہ ہے کہ آج بھی اگر کسی عورت کو ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑ جائے تو اسے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سیرت کو سامنے رکھنا چاہیے۔ جسطرح انہوں

---

(14) The Qur'ān 19: 46
(15) The Qur'ān 14: 37

نے گھر بار چھوڑا۔ بھوک پیاس برداشت کی۔لہٰذا اسے بھی بھوک پیاس اور گھر بار سے دوری برداشت کرنی چاہیے۔ جسطرح اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر کے بدلے میں آب زم زم سے نوازا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنی خواص نعمت اور خواص رحمت سے نواز سکتے ہیں۔

9. حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی واعلہ کا سماجی رویہ اور عصری توجیہ

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی منفی رویوں کی حامل عورت تھی. اس کا ظاہر اور باطن یکساں نہ تھا. ظاہری طور پر وہ حضرت لوط علیہ السلام کی فرماں بردار اور مسلمان تھی مگر حقیقت میں وہ منافق، اپنی قوم کی ہم خیال اور حمایتی تھی اور دین کے معاملے میں خائن تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی ساری ہمدردیاں اپنے خاوند کی بجائے کافروں کے ساتھ تھیں. جب کوئی مہمان گھر میں آتا وہ اپنے ہمسایوں کو مخبری کر دیتی تھی۔[16] واعلہ کے سماجی رویے میں عصری تطبیق یہ ہے کہ آج بھی اگر کوئی مسلمان عورت ہو اور اسکا واعلہ کی طرح ظاہر اور باطن یکساں نہ ہو وہ ظاہری طور پر ٹھیک ہو لیکن حقیقت میں منافق ہو اور دین کے معاملے میں خائن ہو تو اس کا انجام بھی واعلہ کی طرح ہو گا خواہ وہ کسی ولی کی بیوی کیوں نہ ہو۔ جسطرح حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیوی واعلہ کو اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکے اسی طرح کوئی عالم اور متقی بھی اپنی بیوی کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ نیز آجکل جو بیویاں اپنے شوہر کو دھوکے میں رکھتی ہیں کہ ظاہراً شوہر کے ساتھ ہیں اور اندرون خانہ کسی اور رشتے دار کا ساتھ دے رہی ہیں وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔

10. حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کے سماجی رویہ اور عصریت

حسد اور بغض شیطانی میراث ہے اور اس کا موجد خود شیطان ہے اس نے حکم الٰہی کے باوجود حسد کے سبب حضرت آدم علیہ السلام کو یہ کہہ کر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ آدم مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں لہٰذا میں اپنے سے کمتر کی بڑائی کیسے برداشت کروں۔ اسی برداشت نہ کرنے کی خو کا شکار حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے بھی ہوئے۔ بنیامین کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے باقی بیٹے یوسف علیہ السلام سے حسد اور بغض رکھتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی جھوٹے، مکار اور اپنے بھائیوں سے حسد کرنے والے تھے کیونکہ والد محترم یعقوب علیہ السلام باقی بیٹوں کی نسبت یوسف علیہ السلام سے زیادہ پیار کرتے تھے اس لیے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں منصوبہ کے تحت اندھے کنویں میں جا کر ڈال دیا۔ جب ساری سچائی سامنے آئے تو یوسف علیہ السلام کے سارے بھائی شرمندہ ہوئے اور معذرت کے طور پر کہنے لگے، تم جس لائق تھے وہ تمہیں مل گیا اور ہم نے جو کچھ کیا ہمیں معاف کر دیں۔ ارشاد ربانی ہے:

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ [17]

بالآخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنا قصور مانا اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدے میں گر گئے۔

عصری تطبیق یہ ہے کہ اگر آج بھی کوئی باپ اپنے بیٹوں میں سے کسی ایک بیٹے سے زیادہ پیار کرے تو ان کے باقی بیٹوں میں نفرت، حسد اور جلن کے جذبات خود بخود ابھرنے شروع ہو جائیں گے اور اپنے بھائی سے بغض نکالنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔ جسطرح یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے راستے سے اپنے بھائی کو ہٹانے کے لیے کوششیں کیں اور سچائی سامنے آنے پر ذلیل و رسوا ہوئے۔ اسی طرح جو بھی اس راستے کو اپنائے گا وہ ذلیل و خوار ہو جائے گا۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ بغض و حسد کا کھیل صدیوں بعد آج کے اس متمدن دور میں بھی پہلے ہی کی طرح جاری و ساری ہے بلکہ اس کی شِدت فزوں تر ہے ۔عصری تقاضہ یہ ہے کہ اپنی فطری چاہتوں اور محبتوں کو مصلحت کے پردوں میں چھپا کر عدل و مساوات کے قابل قبول عمل کو فروغ دیا جائے اور تمام انسانی طبائع اپنا انفرادی محاسبہ کریں اور تقاضائے بشری کے تحت کسی سے اپنے دلی میلان کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے دوسروں سے مصالحت کا رویہ اپنائیں۔

---

(16) Kelānī, ‘Abdul Rehmān, Taisīr al-Qur'ān, Dar al-Salām, Lahore, 2002, Vol. 4, p. 487

(17) The Qur’ān 12: 91

11. حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کے سماجی رویہ اور عصری تطبیق

ماں کے دل میں اپنے بچے کے لیے کتنی محبت ہوتی ہے اس کا ادراک کوئی نہیں کر سکتا۔ بیٹے ماں کی نگاہوں میں ان کے لئے سب کچھ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے ماں کے دل میں محبت کے انمول خزانے رکھے ہیں جس میں سے وہ اپنی اولاد کو عطا کرتی رہتی ہے اور ہر معاملے میں اپنے اوپر اپنی اولاد کو ترجیح دیتی ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالی نے ایک عظیم ماں کے اپنے بیٹے کے لئے ایک عظیم کردار کو بیان فرمایا ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے ایک نیک عورت تھی اور اپنے بیٹے کی وجہ سے بے قرار ہوئی تو اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی اور تسلیاں دیں اگر اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والدہ کو تسلی نہ دیتے تو وہ بے قراری کی وجہ سے یہ بات ظاہر کر دیتی کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنا بچہ دریا میں ڈال دیا ہے کوئی مہربانی کرے اور اسے وہاں سے نکال کر مجھے واپس کرے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰى فٰرِغًا‌ؕ اِنۡ كَادَتۡ لَتُبۡدِىۡ بِهٖ لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰى قَلۡبِهَا لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (18)

اور موسی علیہ السلام کی والدہ کا دل سخت بے قرار ہو گیا اور اگر ہم اس کی تسلی نہ کراتے تو قریب تھا کہ وہ راز فاش کر دیتی۔

حضرت موسی علیہ السلام کو ان کی والدہ کی طرف لوٹا دیا گیا اللہ تعالی نے اپنا وعدہ پورا کیا اس سے ان کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور اللہ کی طرف سے ان کو معاوضہ کی صورت میں انعام بھی ملا۔ حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کے سماجی رویے میں عصری تطبیق یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نیک، پرہیز گار، متقی، ولیہ اور اللہ کی قدرت پر یقین رکھنے والی تھیں۔ اگر کوئی عورت آج بھی متقی پرہیز گار ولیہ اور اللہ کی قدرت پر یقین کرنے والی ہو تو اللہ تعالی نے مصیبت کے وقت میں جس طرح حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کو راہ دکھلانے کے لیے الہام کیا تھا اسی طرح اسے بھی مصیبت کے وقت میں صحیح راستہ دکھلانے کے لیے الہام کرسکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے تو جس طرح حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کو اللہ تبارک و تعالی نے تسلی دی، ان کو راہ دکھلائی ور ان کے لیے مشکلات سے نکلنے کے لیے اسباب پیدا فرمائے اسی طرح مصیبت، پریشانی، دکھوں اور غموں میں اس کے لیے اسباب پیدا فرماسکتے ہیں اور اسباب پیدا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالی پر یقین محکم والا رویہ اب بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔

12. حضرت موسی علیہ السلام کی بہن کا سماجی رویہ اور عصریت

بہن بھائیوں کا رشتہ اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے بخشا ہوا ایک نایاب اور قیمتی ترین تحفہ ہے۔ ماں باپ کے بعد اس کائنات میں اگر کوئی خوبصورت اور اہم ترین رشتہ اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے تو وہ بہن بھائی کا رشتہ ہے۔ اس رشتے میں ایک فطرتی محبت اور قدرتی لچک ہے اس رشتے میں قدرت نے حقیقت پنہاں رکھی ہے۔ اس رشتے میں دکھلاوا بھی ہو سکتا ہے مگر وہ دکھلاوا حقیقت کے مقابلے میں بہت کم ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالی نے قرآن حکیم میں ایک بہن کے کردار کا ذکر فرمایا ہے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام کی بہن بڑی ہوشیار تھی وہ لوگوں سے چھپتی ہوئی اس جگہ پر پہنچ گئی جہاں حضرت موسی علیہ السلام کا تابوت آکر رکا اور کسی کو بھی پتہ نہیں چلنے دیا کہ یہ لڑکی حضرت موسی علیہ السلام کی بہن ہے. اور حضرت موسی علیہ السلام کا تعاقب کرتے کرتے ہیں فرعون کے محل میں بھی پہنچ گئی اور وہاں دیکھا کہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسی علیہ السلام کو اپنی گود میں لے لیا ہے. اور حضرت موسیٰ کسی دایہ کا دودھ بھی نہیں پی رہے ہیں تو موسی علیہ السلام کی بہن نے مشورہ دیا کہ میں ایک ایسے گھر کا بتاتی ہوں جس کی مالکن بھی دایہ ہے، امید ہے بچہ اس عورت کا دودھ پیے گا اور وہ اس کی اچھی تربیت کرے گی۔ ارشاد ربانی ہے:

وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ فَقَالَتۡ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰٓى اَهۡلِ بَيۡتٍ يَّكۡفُلُوۡنَهٗ لَـكُمۡ وَهُمۡ لَهٗ نٰصِحُوۡنَ (19)

اور ہم نے پہلے ہی سے اس پر دائیوں کے دودھ حرام کر دیے تھے تو موسی علیہ السلام کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں کہ وہ تمہارے لئے اس بچے کو پالے اور اس کے لئے خیر خواہ ہوں۔

(18) The Qur'ān 28: 10
(19) The Qur'ān 28: 12

حضرت موسی علیہ السلام کی بہن مثبت رویہ رکھتی تھی، گھر والوں اور اپنے بھائی کی خیر خواہ تھی اور موسی علیہ السلام سے بڑا پیار کرتی تھی اور اس کی نشاندہی پر موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماں کی طرف لوٹا دیا گیا اور معاوضہ بھی جاری کیا گیا۔ عصری تطبیق یہ ہے کہ آج بھ اگر بھائیوں کو اپنی بہنوں کی مدد کی ضرورت پڑ جائے تو انہیں خوشی سے مدد کرنی چاہیے اور ہر طرح سے ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ جس طرح بچپن میں ہر موسی علیہ السلام کی بہن نے حضرت موسی کا خیال رکھا تھا۔ ہمارے معاشرے میں اب بھی یہ رویہ پایا جاتا ہے کہ بہن ہر موقع پر اور ہر طرح سے اپنے بھائیوں کا بہتر انداز میں خیال کرتی ہے۔ان کی خوشیوں میں برابر کی شریک ہوتی ہے اور ان کو اگر کوئی تکلیف پہنچے تو ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتی ہے اوران پر کسی طرح کی کوئی آنچ نہیں آنے دیتی۔

13. حضرت عیسی علیہ السلام کی نانی کا سماجی رویہ

عمران کی بیوی کا نام حنہ تھا، حنہ جب بہت بوڑھی ہو گئی اور اولاد کی طرف سے بالکل مایوس ہو گئی تو اپنی حالت پر افسوس کرتی رہتی تھی. ایک دن اللہ سے دعا کی اور نذر مانی کہ اگر مجھے اولاد عطا ہوئی تو میں اسے بیت المقدس کے لیے وقف کر دوں گی. اللہ تعالی نے ان کی دعا کو قبول کیا، وہ حاملہ ہوئی تو لڑکی پیدا ہوئی. جب لڑکی چلنے پھرنے کے قابل ہوئی تو اسے اپنے وعدے کے مطابق ہیکل بھیج دیا اور وعدے کی پابند خاتون تھیں۔ ارشاد ربانی ہے:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا (20)

پس اس کے رب نے اس لڑکی کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے خوشی سے قبول فرمالیا اور اسے بہترین طریقے سے پروان چڑھایا اور اس کا سرپرست زکریا کو بنادیا۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی نانی جس طرح بہت زیادہ بوڑھی اور بانجھ ہو گئیں تھیں اولاد سے مایوس ہو چکی تھیں لیکن اللہ کی رحمت پر ان کو پورا پورا یقین تھا۔ انہوں نے اللہ کے حضور نذر مانی کہ اگر مجھے اولاد ہوئی تو میں اسے بیت المقدس کی خدمت میں وقف کر دوں گی۔ تو اللہ تعالی نے انہیں اولاد عطا فرمائی۔ اسی طرح اگر کوئی بہت زیادہ بوڑھی اور بانجھ ہو اور اولاد سے باالکل مایوس ہو جائے تو اللہ کے حضور دعائیں مانگے اور نذر مانے تو اللہ تعالی اسے بھی حضرت عیسی علیہ السلام کی نانی طرح اولاد سے نواز سکتے ہیں۔

عصری معنویت یہ ہے کہ اب بھی ہمارے معاشرے میں بانجھ عورتیں اولاد کے حصول کے لیے سو جتن کرتی ہیں۔ رب تعالٰی کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگتی ہیں اور نذریں بھی مانتی ہیں کہ اگر اللہ تعالی نے ان کو اولاد سے نوازا تو وہ اللہ کی راہ میں اپنی سب سے قیمتی ترین چیز پیش کریں گی۔ وہ اللہ کی رضاجوئی کے لیے اس کا گھر بنوائیں گی۔ مدرسہ میں طالبعلموں کے لیے ایک بکرا دیں گی یا وہ سو مسکینوں کو کھانا کھلائیں گی ۔ معاشرے میں عورتوں کا یہ رویہ اب بھی موجود ہے۔

14. حضرت مریم علیہا السلام کا سماجی رویہ اور عصری احکام

حضرت مریم علیہا السلام طاہرہ، طیبہ، نہایت ہی پاکیزہ اور برگزیدہ عورت تھی. جب فرشتوں نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا کہ اللہ تجھے اپنے فرمان کی خوشخبری دیتا ہے، اس کا نام مسیح ابن مریم ہو گا وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہو گا اور اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا. لوگوں سے گھوارے میں بھی کلام کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی کلام کرے گا اور مرد صالح ہو گا. یہ باتیں سن کر حضرت مریم بولیں مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگا یا میرے ہاں بچہ کہاں سے پیدا ہو گا۔ ارشاد ربانی ہے:

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (21)

(20) The Qur'ān 3: 37
(21) The Qur'ān 3: 47

حضرت مریم کہنے لگی اے میرے رب میرے ہاں بچہ کہاں سے ہو گا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا، جواب ملا ایسا ہی ہو گا،
اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام ڈر گئیں اور ان پر خوف طاری ہو گیا۔ کہ بغیر شوہر کے ان کے ہاں بچہ پیدا ہو گا اور لوگ ان کی کردار کشی کریں گے۔ اور حضرت مریم علیہا السلام منتشر ذہن ہو گئیں اور کسی کی بات نہیں سنتی تھیں۔ صرف اور صرف اللہ کی عبادت پر توجہ دینے لگیں۔ اور لوگوں کی نظروں سے دور ہو کر شہر ناصرہ میں قیام پذیر ہو گئیں۔ جب ان کو دردِ زہ نے آگھیرا تو بیت اللحم کی طرف نکلیں۔ وہاں پہنچ کر کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ گئیں، اور بیٹا پیدا ہوا۔ تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا[(22)]

کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور ایسی بھول جاتی کہ کسی کو یاد ہی نہ رہتی۔

اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے حضرت مریم علیہا السلام کی عصمت کا دفاع کیا اور حضرت عیسی عَلَیہِ السَّلام کے پنگھوڑے میں باتیں کرنے سے لوگوں کی باتیں ختم ہو گئیں۔ عصری تطبیق یہ ہے حضرت مریم عَلَیہَا السَّلام طاہر طیبہ، نہایت ہی پاکیزہ اور برگزیدہ عورت تھیں۔ اور اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے بغیر شوہر کے ان کے بدن سے بیٹا پیدا کیا اسی طرح آج بھی اگر کوئی عورت حضرت مریم عَلَیہَا السَّلام کی طرح ہو تو اللہ تبارک و تعالی اپنی قدرت سے بغیر شوہر کے اس کے بدن سے اولاد پیدا کر سکتے ہیں اور اس بچے سے گہوارے میں کلام کروا سکتے ہیں۔ جس طرح حضرت عیسی عَلَیہِ السَّلام نے گہوارے میں کلام کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام اللہ تعالی کی قدرت کو جھٹلا نہ سکیں اور لوگوں کی تہمت سے بچنے کے لئے اپنی اس امانت کو لے کر کہیں دور چلی گئیں پھر جب بچہ کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو پریشانی کی انتہا کو پہنچ گئیں کہ حمل کو تو چھپالیا اب اس بچہ کو کہاں چھپائیں گی۔ لوگ تو ان کی کردار کشی کریں گے اور کہیں گے کہ بغیر باپ کے کیسے بچہ پیدا کر لیا اور تہمتوں کے انبار لگا دیں گے۔ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے حضرت عیسی عَلَیہِ السَّلام سے ان کے پنگھوڑے میں باتیں کروا کر حضرت مریم علیہا السلام کی عزت، عظمت اور ان کی ناموس کی حفاظت فرمائی۔

عصری احکام یہ نکلتے ہیں کہ اگر آج بھی کسی لڑکی کو اپنی عزت کی حفاظت کرنی ہو اور اسے لوگوں کی تہمتوں کا ڈر ہو کہ لوگ اس کی پاکدامنی پر سوال اٹھائیں گے تو اسے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر اُس معاشرے کو چھوڑ دینا چاہیے اور کہیں دور دراز کے علاقے میں رہائش اختیار کر لینی چاہیے تاکہ وہاں پر لوگ اس کی پاکدامنی پر سوال نہ اٹھا سکیں۔ دوسرا حکم یہ نکلتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو دردِ زہ کی شدت محسوس ہوئی اور وہ سخت پریشان بھی تھیں۔ کمزوری بھی تھی کیونکہ زچگی کے دوران کمزوری ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالی نے کھجور کھانے کا حکم دیا۔ اس سے محسوس ہوتا ہے کہ کھجور کھانے سے دردِ زہ کی شدت ختم ہوتی ہے۔ کمزوری دور ہوتی ہے۔ ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔ جدید سائنس کی تحقیقات کی روشنی میں کھجور میں ایسے کیمیائی اجزا پائے جاتے ہیں جو دورانِ حمل میں ہونے والی تمام تکلیفوں کو ختم کر دیتے ہیں ہیں۔ طبعیت میں فرحت و تازگی پیدا کرتے اور خون کی کمی کو دور کرتے ہیں۔ اس لیے اب بھی دورانِ حمل کھجور کھانے سے وہی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کو حاصل ہوئے تھے۔

آپ ﷺ کے چچا ابو لہب اور چچی ام جمیل کے سماجی رویے اور عصری معنی

ابو لہب آپ ﷺ کے چچا تھا نبی ﷺ کا بہت بڑا دشمن اور اسلام کا شدید ترین مخالف تھا۔ آپ ﷺ کو سخت تکلیفیں پہنچاتا تھا اور جب آپ ﷺ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیتے تو یہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑتا تھا۔ اور آپ ﷺ کی تکذیب کیا کرتا تھا۔ بہت بڑا کافر تھا اور انتہائی منفی رویے کا حامل تھا اور اسلام کی راہ میں روڑے اٹکاتا تھا۔ ابو لہب کی بیوی کا نام اروی تھا اور اسکی کنیت ام جمیل تھی اور یہ رسول اللہ ﷺ کی دشمنی میں اپنے شوہر سے کسی طرح کم نہ تھی اور آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے دار لکڑیاں بچھاتی تھی اور طرح طرح سے آپ ﷺ کو ستاتی تھی اور اپنے شوہر ابو لہب سے عداوت میں کسی طرح کم نہ تھی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ جب یہ سورت تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی تو ام جمیل نے اس کو سنا تو غصے کی حالت

(22) The Qur'ān 19: 23

میں نبی اکرم ﷺ کی تلاش میں نکلی۔ اس کے ہاتھ میں مٹی کے پتھر تھے اور وہ نبی ﷺ کی ہجو میں اشعار کہتی جاتی تھی اور یہ حرم میں داخل ہوئی۔ مگر اللہ نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکی اور چلی گئی۔

عصری معنٰی یہ ہے آج بھی اگر کوئی اپنا قریبی رشتے دار دین اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے اور اللہ کے نیک بندوں کو دین اسلام کی دعوت دینے سے روکتا ہے ان کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے اور دین اسلام کی دعوت دینے والوں کو گالیاں نکالتا ہے اور ان کو ستاتا ہے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتا ہے تو اس کا انجام ابو لہب اور ام جمیل کی طرح ہو سکتا ہے۔ ابو لہب کو اِدسع کی بیماری لاحق ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے گھر والوں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ اس کے جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے اور اس کی لاش سڑ گئی۔ اس میں بو پھیل گئی۔ اس کی لاش کو لکڑیوں کے ذریعے دھکیل کر زمین میں ڈال کر دفن کیا گیا۔ اگر آج بھی کوئی ابو لہب اور ام جمیل کا طرز عمل اپنائے گا تو اسے بھی انہونی بیماری لگے گی جس سے اس کو اور معاشرے کو وہم و گمان بھی نہیں ہو گا۔ ہمارے معاشرے میں دینِ اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کو آج بھی طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی ہیں اور یہ معاشی و سماجی رویے آج بھی معاشرے کا حصہ ہیں۔

آج بھی بے شمار قتل ہمارے معاشرے میں عورتوں کی وجہ سے کیے جاتے ہیں۔ پسند ناپسند کو وجہ بنا کر بنت حوا اور ابن آدم پر ظلم و زیادتی کی جاتی ہے۔ کہیں غیرت کے نام پر انہیں قتل کیا جاتا ہے تو کہیں جائیداد پر قبضہ کرنے کی خاطر بنت حوا اور ابن آدم پر ظلم و زیادتی کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں تو کہیں پر ان کی عصمت دری میں ناکام ہونے کی وجہ سے ان پر تیزاب پھینک دیا جاتا ہے اور کہیں پر ان کی عصمت کو تار تار کر کے انہیں قتل کر دیا جاتا ہے۔ عصری توجیہ ہے کہ آج بھی زر، زن اور زمین کے پیچھے ہمارے معاشرے میں باپ، بیٹی، بہن اور بھائی کا قتل کر دیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کا استحصال کیا جاتا ہے۔ یہ ظلم و ناانصافی اور استحصالی والا نظام اب بھی موجود ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی واہلہ بد دیانت تھی اور اپنے شوہر نبی علیہ السلام کے ساتھ مخلص نہیں تھی اور ان کی قدر نہیں کرتی تھی وہ اپنے شوہر اور نبی کے معاملے میں اپنی قوم کی ہمدرد تھی کیونکہ وہ بھی انہی میں سے تھی اور منفی رویہ کی حامل عورت تھی۔ واہلہ اور اس کی قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو جو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے ان کو مجنوں اور دیوانہ مشہور کیا اور مختلف تکلیفیں پہنچائیں اور بالآخر طوفان عظیم دوسرے منکرین نبوت اور دشمنان دین کے ساتھ جہنم واصل ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی دین کے معاملے میں خائن تھی وہ اپنی قوم کے جوانوں کو ایمان لانے والوں کی خبریں دیا کرتی تھی۔

آج بھی اکثر بیویاں اپنے شوہروں کی قدر نہیں کرتیں، ان کو اہمیت نہیں دیتیں اور اگر ان پر مشکل وقت آ بھی جائے تو ان کا ساتھ نہیں دیتیں۔ ان کے دکھ، درد، پریشانیوں اور مصیبتوں میں شریک ہونے کی بجائے ان پر ہنستی اور طنز کرتی ہیں۔ اپنے شوہروں کے حقوق مارتی ہیں۔ ان کا استحصال کرتی ہیں۔ یہ شوہروں کی قدر نہ کرنا، ان کو اہمیت نہ دینا اور ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والا استحصالی نظام اب بھی موجود ہے۔ کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بہت زیادہ مغرور، نافرمان اور گمراہ تھا۔ اپنے مشفق والد کی قدر نہیں کرتا تھا۔ ان کی اطاعت نہیں کرتا تھا۔ ان کی دعوت پر ایمان نہیں لایا تھا اور نوح علیہ السلام کی پریشانی میں اضافے کا سبب تھا۔ کافروں کا ساتھی اور ہمدرد و ہمنوا تھا۔ عصری توجیہ یہ ہے کہ آج بھی والدین کے اکثر بیٹے ان کی قدر نہیں کرتے، ان کو اہمیت نہیں دیتے، ان کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتے، ہر وقت دکھوں و غموں، مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا کئے رکھتے ہیں اور حقیقت میں مال اور اولاد انسان کی آزمائش ہوا کرتے ہیں اور اولاد اپنے والدین کے حقوق کو پامال کرتی ہے۔ ان کا استحصال کرتی ہے اور یہ والدین کے حقوق کو پامال کرنے والا استحصالی نظام اب بھی موجود ہے۔

حضرت ہاجرہ علیہا السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ تھیں اور انتہائی پاکباز، وفا شعار، اطاعت گزار اور ہمدرد عورت تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت پر ایمان لائی تھیں .وہ انتہائی مثبت پہلوؤں کی حامل عورت تھیں۔ آج بھی اگر کسی عورت کو ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑ جائے تو اسے حضرت حاجرہ علیہا السلام کی سیرت کو سامنے رکھنا چاہیے۔ جسطرح انہوں نے گھر بار چھوڑا۔ بھوک پیاس برداشت کی۔ لہذا اسے بھی بھوک پیاس اور گھر بار سے دوری برداشت کرنی چاہیۓ۔ جسطرح اللہ تعالی نے ان کو صبر کے بدلے میں آب زم زم سے نوازا تھا اسی طرح اللہ تعالی انہیں بھی اپنی خواص نعمت اور خواص رحمت سے نواز سکتے ہیں۔ حضرت سارہ و حاجرہ علیہما السلام دونوں سوکنیں اکٹھے نہیں رہ سکیں،۔ آج بھی ہمارے معاشرے میں دو بیویاں اکٹھے نہیں

رہ سکتیں اور لازمی طور پر ایک بیوی کو دوسری بیوی سے دور جا کر رہنا پڑتا ہے اور کوئی بیوی خوشی خوشی دور رہنا قبول کر لیتی ہے تو کوئی لڑائی جھگڑا کر کے روٹھ جاتی ہے۔ صورتحال جیسی بھی ہو لیکن یہ رویہ اب بھی پایا جاتا ہے۔

عورتیں اپنے اپنے شوہروں کو اب بھی ایسے ایسے اقدامات اٹھانے پر مجبور کرتی ہیں جن میں ان کی مرضی اور رضا شامل نہیں ہوتی لیکن وہ بیوی کے مجبور کرنے پر ایسے ایسے اقدامات اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں جو ان کے حق میں نہیں ہوتے اور دوسرا یہ کہ عورتیں آج بھی گھریلو کام کاج کرتی ہیں اپنے گھر کی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرتی ہیں اور اپنے اپنے شوہروں کو ان کے کاموں میں ان کی مدد کرتی ہے اور یہ معنویت اب بھی موجود ہے۔

قابیل کا رویہ منفی تھا اور ہابیل کا رویہ مثبت تھا. قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو ہابیل نے جواباً قابیل کو قتل کرنے کی دھمکی نہیں دی اور کہا کہ اگر تم مجھے قتل کرنے کی کوشش کروگے تو میں قتل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ تمہاری طرف نہیں بڑھاؤں گا اور میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم میرا اور اپنا گناہ خود ہی سمیٹ لو اور تم دوزخیوں میں سے ہو جاؤ اور یہی ظالموں کا ٹھکانہ ہے. ہابیل کا یہی کہنا تھا کہ قابیل میں اسے قتل کر ڈالا اور خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔

حضرت لوط عَلَيْهِ السَّلَام کی بیوی کی ساری ہمدردیاں اپنے خاوند کی بجائے کافروں کے ساتھ تھیں. جب کوئی مہمان گھر میں آتا وہ اپنے ہمسایوں کو مخبری کر دیتی تھی۔ آج بھی اگر کوئی مسلمان عورت ہو اور اسکا واعلہ کی طرح ظاہر اور باطن یکساں نہ ہو وہ ظاہری طور پر ٹھیک ہو لیکن حقیقت میں منافق ہو اور دین کے معاملے میں خائن ہو تو اس کا انجام بھی واعلہ کی طرح ہو گا خواہ وہ کسی ولی کی بیوی کیوں نہ ہو۔ جسطرح وقت کے نبی حضرت لوط عَلَيْهِ السَّلَام اپنی بیوی واعلہ کو اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکے اسی طرح کوئی عالم اور متقی بھی اپنی بیوی کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ حسد اور بغض شیطانی میراث ہے اور اس کا موجد خود شیطان ہے اس نے حکم الٰہی کے باوجود حسد کے سبب حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو یہ کہہ کر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ آدم مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں لہٰذا میں اپنے سے کمتر کی بڑائی کیسے برداشت کروں۔ اسی برداشت نہ کرنے کی خُو کا شکار حضرت یعقوب عَلَيْهِ السَّلَام کے بیٹے بھی ہوئے۔ حسد انسان کو ذلیل ورُسوا کر کے ہی چھوڑتا ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا بے حد ضروری ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام طاہرہ، طیبہ، نہایت ہی پاکیزہ اور برگزیدہ عورت تھی۔ اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے بغیر شوہر کے ان کے بطن سے بیٹا پیدا کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام اللہ تعالی کی قدرت کو جھٹلا نہ سکیں اور لوگوں کی تہمت سے بچنے کے لئے اپنی اس امانت کو لے کر کہیں دور چلی گئیں۔ عصری احکام یہ نکلتا ہے کہ اگر آج بھی کسی لڑکی کو اپنی عزت کی حفاظت کرنی ہو اور اسے لوگوں کی تہمتوں کا ڈر ہو کہ لوگ اس کی پاکدامنی پر سوال اٹھائیں گے تو اسے اپنی عزت وناموس کی حفاظت کی خاطر اُس معاشرے کو چھوڑ دینا چاہیے اور کہیں دور دراز کے علاقے میں رہائش اختیار کر لینی چاہیے تاکہ وہاں پر لوگ اس کی پاکدامنی پر سوال نہ اٹھا سکیں۔ حضرت مریم علیہاالسلام کو دردِزہ کی شدت محسوس ہوئی اور وہ سخت پریشان بھی تھیں۔ کمزوری بھی تھی کیونکہ زچگی کے دوران کمزوری ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالی نے کھجور کھانے کا حکم دیا۔ اس سے محسوس ہوتا ہے کہ کھجور کھانے سے دردِزہ کی شدت ختم ہوتی ہے۔ کمزوری دور ہوتی ہے۔ ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔ جدید سائنس کی تحقیقات کی روشنی میں کھجور میں ایسے کیمیائی اجزا پائے جاتے ہیں جو دوران حمل میں ہونے والی تمام تکلیفوں کو ختم کر دیتے ہیں ہیں۔ طبعیت میں فرحت و تازگی پیدا کرتے اور خون کی کمی کو دور کرتے ہیں۔ اس لیے اب بھی دورانِ حمل کھجور کھانے سے وہی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو حضرت مریم علیہاالسلام کو حاصل ہوئے تھے۔

15. خلاصہ بحث

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انبیائے کرام علیہم السلام کے اعزہ و اقارب کے مختلف رشتوں کا ذکر مختلف مقامات پر فرمایا ہے۔ ان رشتوں میں بیوی، اولاد، ماں، باپ اور بہن کا رشتہ اور ان رشتوں کے مختلف سماجی رویوں کو بیان فرمایا ہے۔ بیوی جہاں شوہر کی ہمدرد، ہمنوا، غمگسار، غمخوار اور خوشی و غمی کے تمام موقعوں پر ساتھ دینے والی ہوتی ہے تو وہیں پر بیوی اپنے شوہر کے لیے دُکھ، درد، پریشانی، ذہنی اضطراب اور بے کسی و بے بسی کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی بیویوں میں سے ابو البشر حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کی بیوی حضرت حوا علیھا السلام کا ذکر اور ان کے رویوں کو بیان فرمایا۔ حضرت نوح عَلَيْهِ السَّلَام کی بیوی واہلہ کے بد دیانتی والے منفی رویوں اور جدُ الانبیاء حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کی دو بیویاں حضرت سارہ و ہاجرہ

علیہما السلام کے انتہائی پاکیزہ و مثبت رویوں اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی واہلہ کے اپنے شوہر اور نبی علیہ السلام کی دعوت پر ایمان لانے کی بجائے مشرکوں اور کافروں کا ساتھ دینے اور اپنے شوہر نبی علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنی قوم کی ہم خیال، ہمنوا، ہمدرد اور ظاہری طور پر مسلمان و حقیقت میں کافرہ تھی اور اس کے باطنی کفر و شرک والے رویے کو بیان فرمایا ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی اولاد میں سے حضرت آدم کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کے مختلف سماجی رویوں میں سے قابیل کے منفی سماجی رویے اور ہابیل کے مثبت پاکیزہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل و بھروسے پر مبنی پُریقین رویے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کے انتہائی باغیانہ و سرکشی پر مبنی رویوں کو بیان کیا گیا ہے اور آپ علیہ السلام کی باقی اولاد حام، سام اور یافث سے ہی پوری دنیا کو پھیلایا اور بسایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کے حسد اور بغض پر مبنی منفی رویوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن، والدہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور نانی کے سماجی رویوں اور عصری تطبیقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ و اقارب میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب اور اس کی بیوی ام جمیل کے انتہائی کفر و شرک پر مبنی اور دعوتِ دین کو نقصان پہنچانے والے رویوں اور عصری رجحانات کو بیان کیا گیا ہے۔ ازواج مطہرات اور بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ [23] اور يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ" [24] کے الفاظ کے ساتھ مجملاً ذکر بیان کیا گیا ہے۔

16. تجاویز و سفارشات

قرآن حکیم میں مذکور انبیائے کرام کے اعزہ و اقارب کے سماجی رویوں کی روشنی میں مندرجہ ذیل تجاویز و سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

1۔ عورت اسلامی معاشرے کی تشکیل میں ایک اہم اور بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار اور اپنے بچوں کی پہلی درسگاہ ہے لہٰذا اس کی اصلاح سے صاف شفاف اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ ان کی صحیح تربیت کرنے سے معاشرے کو کارگر اور نہایت ہی اچھے افراد مہیا ہو سکتے ہیں۔

2۔ جس طرح قرآن حکیم میں مذکور انبیائے کرام کے اعزہ و اقارب کے سماجی رویوں پر تحقیق کی گئی ہے اسی طرح احادیث میں مذکور انبیائے کرام کے عزیز و اقارب کے سماجی رویوں کے موضوع پر بھی تحقیق کی جائے۔

3۔ اولاد کی تربیت قرآن و حدیث میں بیان کیے گئے احکامات کی روشنی میں کی جائے تاکہ اولاد بے راہ روی کا شکار نہ ہو اور وہ معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکے اور روزِ قیامت اپنے والدین کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بن سکے۔

4۔ انبیائے کرام کے جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں ان پر مکمل تحقیق کی جائے، تاکہ ان کی زندگی کا ہر پہلو سامنے آئے اور ہدایت کا سامان بنے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

[23] The Qur'ān 33: 32
[24] The Qur'ān 33:59